



Gillette برگندی — ایکٹ 3

برگندی — فرانس

ایکٹ 3 — آخری فصل

کہانیاں کبھی ایک سی نہیں ہوتیں، کیونکہ وہ لمحے کبھی ایک سے نہیں ہوتے جن میں وہ آملتی ہیں۔ جگہیں بدل جاتی ہیں۔ موسم بدل جاتے ہیں۔ لوگ بدل جاتے ہیں۔ اور جب عورتیں ان کے راستے میں آجائیں تو پیش گوئی کی کوئی قیمت نہیں رہتی۔

یہ قصہ میں کچھ عرصہ پہلے سنا چکا ہوں۔ آج میں اسے پھر سنانا چاہتا ہوں، زیادہ شدت کے ساتھ، گویا اپنے آپ سے ایک گفتگو — یاد کی ایک پکار، ایک آواز جو وقت کے دروازے پر دستک دیتی رہتی ہے، اور مجھے صرف وہ نہیں یاد دلاتی جو ہو چکا، بلکہ شاید وہ بھی جو ابھی ہو سکا ہے۔

ایکٹ 3 — آخری فصل

سینے میرے ساتھ تھی تو مستقبل اب دور نہیں لگتا تھا۔

وہ ایک جگہ بن چکا تھا۔

میں نے انگور کے باغوں کے پار دیکھا اور نئے موسموں کا تصور کیا۔ میں نے اپنے بچوں کے بارے میں سوچا، ان کے بچوں کے بارے میں، اور اُس کے بارے میں جو شاید تب باقی رہ جائے جب مجھ میں گھوڑے پر جاگیر کا چکر لگانے کی سکت نہ رہے۔ برسوں تک میں کام کے پیچھے بھاگتا رہا تھا۔

ذمہ داریاں۔

چیلنج۔

نتائج۔

میں نے ملک پار کیے تھے، کاروبار کھڑے کیے تھے، جیتیں دیکھی تھیں اور ہاریں بھی۔

پھر بھی لگتا تھا کہ سکون نے برگنڈی کا وہی گوشہ چنا ہے، اور وہی عورت جسے وقت نے غیر
متوقع طور پر مجھے لوٹا دیا تھا۔

سینے بیلوں کے درمیان میرے ساتھ ساتھ چلتی تھی۔

ہم کم بولتے تھے۔

ایک خاص عمر کے بعد آدمی پر کھلتا ہے کہ خاموشی اکثر لفظوں سے زیادہ صاف سچ کہہ دیتی
ہے۔ دن ایسی سادگی سے بہتے جاتے تھے جو مجھے مشکل ہی سے یاد پڑتا تھا کہ کبھی نصیب ہوئی
ہو۔

شراب پیپوں میں دھیرے دھیرے پکتی رہی۔

انگور کے باغ اپنے موسموں کے ساتھ چلتے رہے۔

گھوڑے کھیتوں میں آزاد دوڑتے رہے۔

میرے بچے پہلے سے زیادہ آنے لگے۔

اور کئی برسوں میں پہلی بار میں نے اپنی زندگی کو دیکھا تو کچھ بھی بدلنے کی ضرورت محسوس نہ
ہوئی۔

اور شراب؟

خیر، اس کا جواب تو رومی پہلے ہی دے چکے تھے۔

.In vino veritas

شراب میں سچ ہے۔

نقاب گر جاتے ہیں۔

جھوٹ کمزور پڑ جاتے ہیں۔

دبے ہوئے جذبے بھی آخر کار بولنے کی ہمت پالیتے ہیں۔

میں نے اپنی نئی زندگی کا تصویروں ہی کیا تھا۔

برگنڈی۔

انگور کے باغ۔

گھوڑے۔

سینے۔

میرے بچے آس پاس۔

اور میں، قطاروں کے بیچ گھوڑے پر، کاٹ چھانٹ کا جائزہ لیتا ہوا، یہ دیکھتا ہوا کہ دھوپ
بیلوں کو کیسے چھوتی ہے۔

آخر کار ہر چیز اپنی جگہ پر لگتی تھی۔

اور میں اکیانوے برس کا ہو چکا تھا۔

اکیانوے۔

وہ عمر جس میں آدمی سمجھتا ہے کہ اس نے اتنا کچھ دیکھ لیا ہے کہ اب اسے کوئی چیز حیران
نہیں کر سکتی۔

میں غلط تھا۔

کیونکہ مجھے ہرگز توقع نہیں تھی کہ جاگیر کے لمبے راستے پر ایک اور گاڑی کے چڑھنے کی آواز
سنوں گا۔ ایک اور گاڑی۔

ایک اور عورت۔

ایک اور نوجوان۔

گاڑی آہستہ ہوئی اور ہم سے چند میٹر دور رک گئی۔

میں نے سینے کو دیکھا۔

میں نے گاڑی کو دیکھا۔

میں نے اس نوجوان کو دیکھا جو اتر رہا تھا۔

ایک مختصر لمحے کے لیے مجھے یہ بے تکا احساس ہوا کہ زندگی وہ منظر دہرا رہی ہے جو میں پہلے
جی چکا ہوں۔ عورت نے دروازہ بند کیا اور ساکت کھڑی گھر کو تکتی رہی۔

پھر اس نے مجھے دیکھا۔

اس کے چہرے پر اُس شخص کا تاثر تھا جو وہاں اتفاق سے نہیں پہنچا تھا۔

اُس شخص کا تاثر جس نے برسوں تلاش میں گزارے ہوں۔
 میں نے محسوس کیا کہ میرے پہلو میں سینے کا بدن تن گیا ہے۔
 میں بھی ہل نہ سکا۔
 عورت چند قدم آگے بڑھی۔
 نوجوان اس کے قریب ہی رہا۔
 وہ مجھے غور سے دیکھتی رہی۔
 ضرورت سے زیادہ غور سے۔
 جیسے کسی تصدیق کی تلاش میں ہو۔
 جیسے کوئی ایسی چیز واپس پانا چاہتی ہو جس کا ذکر وہ عمر بھر سنتی آئی ہو۔
 آخر وہ مسکرائی۔
 ایک نرم مسکراہٹ۔
 تقریباً اداس۔
 پھر اس نے ایک ہی سوال پوچھا۔
 ”کیا آپ فرڈیننڈو فریگا ہیں؟“
 میں نے فوراً جواب نہیں دیا۔
 ڈر ہمیشہ اس سے نہیں آتا جو ہم نہیں جانتے۔
 کبھی کبھی اس سے آتا ہے جسے ہم شاید پہچان لیں۔
 برگنڈی ہمارے گرد خاموش کھڑا تھا۔
 ڈھلتی روشنی تلے انگور کے باغ سانس لے رہے تھے۔
 کوئی نہیں بولا۔
 نہ سینے۔
 نہ وہ نوجوان۔

نہ میں۔

کیونکہ اس لمحے میری سمجھ میں وہ بات آئی جو اکیانوے برس مجھے نہیں سکھا سکے تھے۔ زندگی اپنے ادھورے حساب شاذ ہی بند کرتی ہے۔

وہ انہیں سنبھال کر رکھتی ہے۔

ان کی حفاظت کرتی ہے۔

انہیں دھیرے دھیرے پکنے دیتی ہے، جیسے پیپے میں آرام کرتی شراب۔

پھر، عین اُس وقت جب ہم سمجھتے ہیں کہ کہانی ختم ہو رہی ہے، وہ ایک ایسا دروازہ کھول دیتی ہے جسے ہم ہمیشہ کے لیے مہر بند سمجھے بیٹھے تھے۔

ایک یاد۔

ایک سوال۔

ایک پچھتاوا۔

ایک عورت۔

شاید ایک بیٹا۔

شاید ایک پرانی محبت۔

یا شاید ایک سچ جسے ہم تک پہنچنے کے لیے پوری ایک عمر درکار تھی۔

میں بے حرکت کھڑا رہا۔

سینے میرے پہلو میں۔

وہ عورت میرے سامنے۔

اور دو نوجوان، جو الگ الگ کہانیوں کے تھے — یا شاید ایک ہی کہانی کے۔

اور پہلی بار مجھے جواب جاننے کی کوئی جلدی محسوس نہ ہوئی۔

کیونکہ میں سمجھ گیا تھا کہ تقدیر کتاب بند کرنے نہیں آئی تھی۔

وہ ایک اور صفحہ جوڑنے آئی تھی۔

اور شاید، برگنڈی کے دل میں اُس شام، سب سے اہم باب ابھی شروع ہی ہو رہا تھا۔

فرڈیننڈو

Gillette ← PDF، گمشدہ ٹکڑا

دوسری داستانیں دیکھو

· Vatican · One Door · Genesis · Opera · Wood · کتب خانہ · The Corpus · نقشے ·

رابطہ